

# نصیحت

شیخ د. عبد القادر الصوفی

۰۴ اپریل ۲۰۰۶

اللہ تعالیٰ سورۃ الحجر (۱۵:۵۶) میں اعلان فرماتا ہے:

قَالَ وَمَنْ يَقْنَطُ مِنْ رَحْمَةِ رَبِّهِ إِلَّا الضَّالُّونَ ﴿۵۶﴾

اس نے کہا "بھلا گمراہوں کے سوا اپنے رب کی رحمت سے کون ناامید ہو سکتا ہے؟"

اللہ جلّ شانہ سورۃ الزمر (۳۹:۵۳) میں بھی بیان فرماتا ہے:

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِينَ اسْرَفُوا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْخَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۳﴾

«کہہ دو کہ آے میرے بندو، جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے،

اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ،

یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

وہی بخشنے والا، رحم کرنیوالا ہے۔»

یہ پیغام اس عظیم اور متحدہ قوم کے نام پر ہے۔ جس کا تعلق اس علاقے سے ہے جو آج کی بناوٹی قومی اکائیوں افغانستان، پاکستان اور کشمیر کے نام سے مشہور ہیں، تاریخی اور جغرافیائی لحاظ سے ان حدبندیوں کا کوئی وجود نہیں ہے۔ لیکن ان کو پہلے سیاسی طور پر اور اب ہمارے دور میں مالی آمریت کے ذریعے جدا کیا گیا۔ اس موقعہ کی مناسبت سے یہ بات بہت ضروری ہے۔ کہ ان پہاڑوں، صحراؤں، میدانوں اور شہروں میں موجود ہمارے پیارے لوگ اپنی اس بنیادی اور اہم فریضے کو سنبھال لیں جس نے ہمیں آپسمیں جکڑ دیا ہے۔ وہ شمالی علاقے جو افغانستان کہلاتا ہے۔ کے حوالے سے یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ کٹھ پتلی کرزائی اپنے قوم کا خائن و غدار ہے جدید سیاسی زبان میں وہ کوزلنگ ہے کوزلنگ ناروی کا وہ غدار تھا جو جرمن نازی حکومت کیطرف سے ناروی کے عوام پر مسلط کیا گیا تھا۔ موجودہ حالات میں یہ ایک مقبوضہ ملک ہے۔ اور کافر قابض فوج نے اسکو اپنی اخلاقی برائی اور بربریت کا نشانہ بنایا ہوا ہے۔ ان فوجوں نے اپنے غرور اور بیوقوفی کیوجہ سے ان گذشتہ افواج کے مقدر سے کوی سبق حاصل نہیں کیا جن کا خیال تھا کہ وہ اس علاقے پر اپنا قبضہ جما سکتے ہیں۔ یہ ایک المیہ ہے کہ ذہنی طور پر غیر محفوظ قابض فوج سے کہیں زیادہ خطرناک اس علاقے میں کام کرنیوالے غیر سرکاری تنظیمیں ہیں۔

اگر اس علاقے کے لوگ شدید مشکلات سے دوچار نہ ہوتے تو ان کے خودکش حملوں کی تشویشناک خبریں ہم تک نہ پہنچتیں۔ قابض فوج کے خلاف جہاد میں جوش و جذبے سے مصروف ان علماء اور قائدین کے نام پر فوری طور پر میں یہ پیغام روانہ کرتا ہوں کہ نوجوان لڑکوں کو خودکش کارروائیوں پر روانے کرنے کے موجودہ عمل سے ہمیں سختی سے منع کیا گیا ہے اور اس کا ناجائز ہونا ہمارے لئے مزاحمت کی دوسری صورتوں کو منع نہیں کرتا۔

اول تو خودکشی ہر حالت میں منع ہے خواہ اس کے اسباب ذاتی ہو یا سیاسی یا جنگی۔ اور پھر ایسے لوگوں کیلئے احادیث میں سخت وعید موجود ہے جو اس طریقے سے اپنی

زندگیوں کا خاتمہ کرتے ہیں۔ اور اگلی دنیا میں ان کا مستقل عذاب اپنے آپ کو اسی طریقے سے قتل کرنا ہوگا۔

ہماری پوری تاریخ کے کسی بھی اسلامی جنگی مہم میں خودکشی کا مثال نہیں ملتا۔ یہ تو شیعہ مذہب کے کافر اسماعیلی فرقے کا رسم و رواج رہا ہے۔

ماضی کے تمام مسلم مزاحمتوں اور لڑائیوں کا ادب عملی طور پر **فُتُوًّا** (مردانگی) کی اخلاقی ذمہ داریوں، ضوابط اور حدود کے تحت آیا۔

اللہ جلّ شانہ نے سورة الکھف (۱۳:۱۸) میں بیان فرمایا ہے:

إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ - اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ﴿۱۳﴾

"وہ کچھ نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے۔

اور ہم نے انکی مزید رہنمائی کی۔"

فُتُوًّا کا اعلیٰ ترین درجہ ایثار ہے۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ آپ اپنی زندگی پر اپنے بھائی کی زندگی کو فوقیت دیں۔ لیکن فلسطین کے ان ذلیل آباؤں اور اب آخر کار مسلم دنیا میں مردوں کا خود کے بجائے اپنے بیٹوں کو خودکش دھماکوں کیلئے روانہ کرنے کے طریقہ کار میں ایثار کا پہلو کہاں ہے؟ خودکش بم دھماکوں کے اس مطلقا شرمناک عمل میں نہ صرف خودکشی کا عمل حرام ہے بلکہ شرعی نقطہ نظر سے ایک جرم کے سرزد کرانے پر کسی کو راضی کرنا ہے۔ وہ شخص جو ایک نوجوان کو خودکشی کی ہدایت کرتا ہے اور وہ شخص جو اسکے بدن کے ساتھ بارود کی پٹی باندھ لیتا ہے اور وہ شخص جو اسکو اس کے ٹکڑے ہونے کی جگہ تک لے جاتا ہے۔ ان تمام افراد کو اس نوجوان خودکش مسلمان کے قاتلوں کے کٹھارے میں کھڑا کرنا چاہیے۔ اپنے آپ کو ناپید کرنے سے فتح نصیب نہیں ہوتا۔ امام جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: "اگر کسی عمل کی قبولیت میں

شک ہو تو یہ تصور کرو کہ تم نے عملی طور پر وہ کام کر دیا ہے اور اسکے نتائج کو دیکھا ہے . اگر اسکے نتائج میں کسی برائی کا پہلو ہے تو اس سے اجتناب کرو". اب اگر خودکشی کی پالیسی پر عمل کرنے والے کو کامیابی نصیب ہوتی ہے تو والد ایک قدم آگے بڑھ کر کہتا: "میں بڑی فخر سے آپ کو بتا سکتا ہوں کہ میں نے اپنے بیٹے کو اسکے موت سے گلے لگانے کیلئے بھیجا. اور میں آپ کے بیٹوں پر موزوں حاکم ہوں". لیکن اگر اسکی پالیسی روبشکست ثابت ہوئی تو پھر وہ اپنے لوگوں کو اعلانیہ بتاتا: "ہم اب تک غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں لیکن بدقسمتی سے نئی نسلوں میں اس جہاد کو جاری رکھنے کیلئے ہمارے بیٹے باقی نہ رہے".

وہ سرکاری دستاویز جس کے تحت ان علاقوں پر حکمرانی ہونی چاہیے. وہ "فتاوات العالمگیری" ہے جو فقہ کی ایک عظیم کتاب ہے. جسکو ایک طاقتور سلطان اورنگزیب نے تالیف کیا ہے. اللہ اس ولی اور مجاہد کو جزاء خیر دے. یہ بات بہت اہم ہے کہ ہمارے معزز دیوبندی علماء کسی بھی معمولی مسئلے کو ان تک پہنچنے والے فقہ سے دور نہ لے جائیں. اور اسی طرح اس مصیبت کی روشنی میں جس کا ملک کو سامنا ہے. لیکن وہ قیادت جب ہم نے ان سے رابطہ کیا تو اس وقت بھی وہ آزادانہ طور پر امریکہ کی تیل کمپنیوں کیساتھ بات چیت میں مصروف تھی. اس کیلئے یہ بات بالکل واضح ہونی چاہئے کہ مسلمان مجاہدوں کے صفوف میں مشکوک عرب مہم جوؤں کا گھس جانا حالیہ مصیبت کا سبب بن گیا ہے.

صرف جدید قیادت ہی اسلام کے علم کو بلند کر سکتی ہے. اور اسی پورے حطہ ہمالیہ اور اسکے گرد واقع وادیوں، میدانوں اور شہروں کیلئے امید کا کرن بن سکتی ہے.

ایسی صورت حال میں دیوبندیوں اور بریلویوں کو آپس کی شرمناک اختلافات ختم کرنی چاہئے. لیکن یہ اس وقت تک ختم نہیں ہو سکتیں جب تک وہ تقسیمات گاؤں کی پالیسی پر کاربند رہیں گے تقسیمات گاؤں سے میری مراد دیوبندی اور بریلوی مکاتب فکر ہیں

کیونکہ یہ اس وقت عمل میں آیا جب علماء نے واپسی کا راستہ اختیار کیا۔ اور جس وقت عظیم مغل خلافت سے اسلامی امر چھین لیا گیا اسی طرح انکی وجود کے پہلے ہی روز انہوں نے وہ امر اسلامی جاری کیا جو ایک ایسے لازمی شرط کے بغیر تھا جس پر شریعت کا دارومدار ہے۔ امر کا مرکز دہلی شہر تھا اور دہلی کو کافر انگریزوں نے اپنے قبضے میں لیا تھا۔ اسی وجہ سے یہ کوئی حادثہ نہیں ہے۔ کہ انکے ورثاء ہندو بت پرستوں نے اپنے منطقی انتخاب بنارس شہر کے بجائے مغل دارالحکومت کو اپنے قبضے میں لے لیا۔ دیوبندیوں اور بریلویوں نے اس بات کی یقین دہانی کرانی ہے جس کا وہ دونوں انکار نہیں کر سکتے۔ کہ وہ اپنے سازو سامان میں فتاوات عالمگیری کیساتھ دہلی سے نکل گئے ہیں۔ یہی ہماری حالیہ چیلنج اور معاملہ ہے۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ ہمیں ایک ایسی نئی قیادت تلے متحد کر دے جو مسلمانوں کی خدمت کیلئے دینی جذبے سے سرشار ہو۔ اور ہم اس محبت کیساتھ اسکی تصدیق کر دیں جس کا گذشتہ صدیوں میں ہمارے قائدین مستحق رہے ہیں۔ آمین